# خواب میں قائد

قائدِ اعظم ملے مجھکو مِرے اِک خواب میں
لگ رہے تھے طیش میں غصے میں پیچ و تاب میں

کہہ رہے تھے کاوشوں سے ہم نے تم کو گھر دیا
اور تم نے آشیاں کو الجھنوں سے بھر دیا

بیس برسوں میں اِسے دولخت کر کے دم لیا
میں نے اور اقبال نے جنت میں اِسکا غم لیا

ساٹھ برسوں میں اِسے بالکل تماشہ کر دیا
ظلم اور اندھیر تم نے بے تحاشہ کر دیا

لوگ کہتے ہیں وہاں اتنا دگرگوں حال ہے
عدل اور انصاف بھی مسمار اور پامال ہے

یہ بھی سنتے ہیں کہ رشوت کا بھرا بازار ہے
جو نہیں لیتا ہے اُسکی زندگی دشوار ہے

عام انساں مفلس و کمزور ہے بدحال ہے
ایک گھر آٹا نہیں دُوجے سے غائب دال ہے

اور اُوپر سے یہ آبادی بڑھانے کا عمل
بھیڑ بکری کا کوئی ریوڑ بنانے کا عمل

میں سمجھتا تھا تمہیں آزادیاں درکار ہیں
اب یہ لگتا ہے کہ بس بربادیاں درکار ہیں

ایٹمی طاقت بنو یہ کون تم سے کہہ گیا
اس سے بہتر کام ہی تم کو نہ کوئی رہ گیا

ہند کی سرحد سے تم پر کونسی یلغار ہے
اُس نے تو خود ہی بنا رکھی وہاں دیوار ہے

تم کو خطرہ ہی نہ تھا دیوار بھی تم نے نہ کی
یہ بھی کہتے ہو کبھی یلغار ہی تم نے نہ کی

تم نے بھڑکائے وہ کشمیری تو کیا حاصل کیا
اُن کا مستقبل تباہ اور بھسم اپنا دِل کیا

Faqeer Sein

مل گیا کشمیر تو تم جیسا ہی ہو جائے گا
رشوتوں اور دہشتوں کے دشت میں کھو جائے گا

تم سے بچ کر رہ گیا شاید ترقی مل سکے
یہ بھی ممکن ہے کلی خوشحالیوں کی کھل سکے

جرمنی جاپان کو بھی غور سے دیکھا نہیں
بے وجہ کی آن والا پیرہن پھینکا نہیں

غیرتیں تو جاہلی کے دَور سے منسوب ہیں
اور تم کو ایسی رسمیں آج تک محبوب ہیں

اسلحے کی ہر گلی ہر گاؤں میں بہتات ہے
شادیوں پر چاندماری یہ بھی کوئی بات ہے

دہر میں اب زندہ قوموں کے نئے دستور ہیں
تائیوان و کوریا ہیں اور سنگاپور ہیں

جن کی فوجیں کم ہیں وہ خوشحالیوں میں بس رہے
تم ابھی تک غربتوں کی دلدلوں میں دھنس رہے

Faqeer Sein

کہہ رہے تھے قائدِاعظم کہ اب بھی وقت ہے
ورنہ مستقبل جو ہے وہ حال سے بھی سخت ہے

میں یہ باتیں سُن رہا تھا اور میں حیران تھا
میرے دل میں ایسے شکووں سے ذرا ہیجان تھا

خوف تھا کچھ بول کر گستاخ نہ ہو جاؤں میں
پیڑ سے آدھی کٹی اِک شاخ نہ ہو جاؤں میں

چند لمحے تو میں اپنے آپ میں سوچا کیا
پھر مگر دھیرے سے کچھ باتیں اُنہیں پوچھا کیا

میں نے پوچھا بابا جی کیوں ہیں پریشاں حال سے
غیرتوں والے سبق تو پائے ہیں اقبال سے

کہہ گئے کہ نیل اور وہ کاشغر ہیں آپ کے
ساری دھرتی اور وہ سارے بحر ہیں آپ کے

ہم کو وہ ایسے ہنر سارے کے سارے دے گئے
خوشۂ گندم جلانے تک کے نعرے دے گئے

Faqeer Sein

عظمتِ ماضی میں ہم کو پُورے حصے دے گئے
وہ ہمیں ظلمات اور گھوڑوں کے قصے دے گئے

ہم کو کاٹھی پر چڑھا کر خود تو جنت پائی ہے
پر اُترنے کی ہمیں ترکیب نہ سکھلائی ہے

اُن سے خود ہی پوچھ لیجے گر نہ ہو میرا یقیں
آپ کے نزدیک ہی حوروں میں بیٹھے ہیں کہیں

آپ کے شکووں سے قائد - سائیں کچھ حیران ہے
رہنمائی کا تقاضہ دُور تک کا گیان ہے

یہ نہ کہیے گا یہ سب مجھ کو نہیں معلوم تھا
ورنہ میں سمجھُوں گا رہبر اسقدر معصوم تھا

ہم تو سادہ لوگ تھے خوابوں سے پھُسلائے گئے
آپ دنیا بین تھے تو کیسے اُکسائے گئے

اب وہاں جا کر ہماری فکر کرنا چھوڑ دیں
منحصر ہم پر ہے مستقبل کو کیسے موڑ دیں

وقت ظالم ہے بہت کڑوے سبق سکھلائے گا
ہم کو گھوڑوں سے اترنا خود بخود آ جائے گا

آ گیا تو ہم بھی دنیا کے اہل کہلائیں گے
ورنہ ہم بھی عبرتوں کی داستاں بن جائیں گے

پھر مِری آنکھیں کھلیں پانی پیا اور سو گیا
خواب تو بس خواب تھا آیا گیا سا ہو گیا

اے مِرے قائد مسائل ہیں مداوا کچھ نہیں
اور مِرے دامن میں خوابوں کے علاوہ کچھ نہیں

---

Faqeer Sein